آیت: وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ

قادیانی استدلال:- ''لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ'' (صٰفّٰت۔۷۲) ان سے پہلے بھی بہت سے لوگوں میں گمراہ ہوئے اور یقیناً ہم نے ان کے اندر ڈرانے والے بھیجے۔ جیسے پہلی گمراہیوں کے وقت نبی آتے رہے ویسے ہی اب بھی گمراہی کے وقت مرزا غلام احمد قادیانی نبی مبعوث ہوا۔ معاذ اللہ

جواب نمبر ۱- پہلے لوگوں میں گمراہی اس لئے پھیلی کہ ان کے انبیا کی تعلیمات محفوظ نہ رہیں۔ اس میں ترمیم واضافہ کردیا گیا۔ ہمارے نبی ﷺ کی تعلیمات الحمدللہ محفوظ ہیں "اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ" (حجر ۹) اس لئے حضور ﷺ کی امت، سابقہ امتوں کی طرح من حیث المجموع گمراہ نہیں ہوسکتی۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے لا تجتمع امتی علی الضلالۃ (مشکوۃ) اور پھر امت محمدیہ کے علماء وہی کام انجام دیں گے جو انبیاء بنی اسرائیل دیتے تھے۔ چنانچہ اس حدیث پاک کو لعین قادیان مرزا نے بھی اپنی کتاب (شہادت القرآن خ ص ۳۲۳ ج ۶) پر تسلیم کیا ہے کہ اصلاح و تبلیغ کا کام یہ صالحین امت وعلماء دین کریں گے۔ ارشاد باری تعالی ہے "وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ" (آل عمران ۱۰۴) View Proof

۲- اب خود مرزا کے مسلمات پر غور کیجئے۔

الف- "خدا تعالی نے اس بارہ میں بھی پیشینگوئی کر کے آپ فرمادیا یعنی شرک اور مخلوق پرستی نہ کوئی اپنی نئی شاخ نکلے گی نہ پہلے حالت پر عود کرے گی"۔

(براہین احمدیہ خ ص ۱۰۲ ج ۱) View Proof

ب- "اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ (یعنی حضور ﷺ سے قبل کا) توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہوگیا تھا۔ اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں۔ اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالی نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا" (نور القرآن خ ص ۳۳۹ ج ۹) View Proof

ہے کہ موسوی شریعت اگرچہ جلالی تھی اور لاکھوں خون اس شریعت کے حکموں سے ہوئے یہاں تک کہ چار لاکھ کے قریب شیر خوار بچہ بھی مارا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اُس سلسلہ کا خاتمہ رحمت پر کرے اور انہیں میں سے ایسی قوم پیدا کرے کہ وہ تلوار سے نہیں بلکہ علم اور خلق سے اور محض اپنی قوتِ قدسیہ کے زور سے بنی آدم کو راہ راست پر لاویں۔

اب چونکہ **مماثلت فی الانعامات** ہونا از بس ضروری ہے اور مماثلت تامہ تبھی متحقق ہوسکتی ہے کہ جب مماثلت فی الانعامات متحقق ہو۔ پس اسی لئے یہ ظہور میں آیا کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قریباً چودہ سو برس تک ایسے خدام شریعت عطا کئے گئے کہ وہ رسول اور ملہم من اللہ تھے اور اختتام اس سلسلہ کا ایک ایسے رسول پر ہوا جس نے تلوار سے نہیں بلکہ فقط رحمت اور خلق سے حق کی طرف دعوت کی۔ اسی طرح ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ خدام شریعت عطا کئے گئے جو بر طبق حدیث عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل ملہم اور محدّث تھے اور جس طرح موسیٰ کی شریعت کے آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے جنہوں نے نہ تلوار سے بلکہ صرف خلق اور رحمت سے دعوتِ حق کی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے اس شریعت کیلئے مسیح موعود کو بھیجا تا وہ بھی صرف خُلق اور رحمت اور انوار آسمانی سے راہ راست کی دعوت کرے اور جس طرح حضرت مسیح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قریباً چودہ سو برس بعد آئے تھے اس **مسیح موعود** نے بھی چودھویں[۱۴] صدی کے سر پر ظہور کیا اور محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے انطباق کلی پا گیا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ موسوی سلسلہ میں تو حمایت دین کیلئے نبی آتے رہے اور حضرت مسیح بھی نبی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل ہونے میں نبی اور محدّث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا۔ ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا۔ اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ[1] آیا ہے اور یہ نہیں کہ قَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالْاَنْبِيَاءِ۔ پس یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدّث ہوں چونکہ ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم

[1] البقرة : ۸۸

شاستروں میں یہ بھی لکھ مارا تھا جو ہمالہ پہاڑ اور کچھ ایشیا کے حصہ سے پرے کوئی ملک ہی نہیں۔ اور اسی طرح اور بھی سینکڑوں خام خیالیاں اور وہم پرستیاں کہ جن کا اس وقت ذکر کرنا ہی فضول ہے اور جو اب روز بروز دنیا سے مٹی جاتی ہیں اور علم و عقل کے حاصل کرنے والے ص۱۱۱ خود بخود ان کو چھوڑتے جاتے ہیں انہیں دنوں میں نکلی تھیں۔ پس غضب کی بات ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

وہ بھی پھر طریق شرک اور مخلوق پرستی کا اختیار کر لیں گے۔ تو بیشک ایسی صورتوں میں دوسری شریعت اور دوسرے رسول کا آنا ضروری ہوگا۔ مگر دونوں قسم کے فرض محال ہیں قرآن شریف کی تعلیم کا محرف مبدل ہونا اس لئے محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ[1] (سورۃ الحجر الجزو نمبر ۱۴) یعنے اس کتاب کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ رہیں گے۔ سو تیرہ سو برس سے اس پیشینگوئی کی صداقت ثابت ہو رہی ہے۔ اب تک قرآن شریف میں پہلی کتابوں کی طرح کوئی مشرکانہ تعلیم ملنے نہیں پائی اور آئندہ بھی عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ اس میں کسی نوع کی مشرکانہ تعلیم مخلوط ہو سکے۔ کیونکہ لاکھوں مسلمان اسکے حافظ ہیں۔ ہزارہا اس کی تفسیریں ہیں۔ پانچ وقت اس کی آیات نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ ہر روز اسکی تلاوت کی جاتی ہے۔ اسی طرح تمام ملکوں میں اس کا پھیل جانا۔ کروڑہا نسخے اسکے دنیا میں موجود ہونا۔ ہر یک قوم کا اس کی تعلیم سے مطلع ہو جانا۔ یہ سب امور ایسے ہیں کہ جن کے لحاظ سے عقل اس بات پر قطع واجب کرتی ہے کہ آئندہ بھی کسی نوع کا تغیر اور تبدل قرآن شریف میں واقع ہونا ممتنع اور محال ہے۔ اور مسلمانوں کا پھر شرک اختیار کرنا اس جہت سے ممتنعات سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس بارے میں بھی پیشین گوئی کر کے آپ فرما دیا ہے۔ مَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ[2] (سورہ سبا الجزو ۲۲) یعنے شرک اور مخلوق پرستی جس قدر دور ہو چکی ہے۔ پھر ۱۱۱ وہ نہ اپنی کوئی نئی شاخ نکالے گی اور نہ اسی پہلی حالت پر عود کرے گی۔ سو اس پیشین گوئی کی صداقت بھی اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ باوجود منقضی ہونے زمانہ دراز کے اب تک ان قوموں اور ان ملکوں میں کہ جن سے مخلوق پرستی معدوم کی گئی تھی پھر شرک

[1] حجر: ۱۰ [2] سبا: ۵۰

کے عمیق کنوئیں میں ڈوب گئی ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ انجیل میں بھی کسی قدر یہودیوں کی بدچلنیوں کا ذکر ہے لیکن مسیح نے کہیں یہ ذکر تو نہیں کیا کہ جس قدر دنیا کے صفحہ میں لوگ موجود ہیں جن کو عالمین کے نام سے نامزد کر سکتے ہیں کہ وہ بگڑ گئے مر گئے اور دنیا شرک اور بدکاریوں سے بھر گئی اور نہ رسالت کا عام دعویٰ کیا پس ظاہر ہے کہ یہودی ایک تھوڑی سی قوم تھی جو مسیح کے مخاطب تھی بلکہ وہی تھی جو مسیح کے نظر کے سامنے اور چند دیہات کے باشندے تھے لیکن قرآن کریم نے تو تمام زمین کے مر جانے کا ذکر کیا ہے اور تمام قوموں کی بری حالت کو وہ بتلاتا ہے کہ زمین ہر قسم کے گناہ سے مر گئی *۔ یہودی تو نبیوں کی اولاد اور توریت کو اپنے اقرار سے مانتے تھے گو عمل سے قاصر تھے لیکن قرآن کے زمانہ میں علاوہ فسق و فجور کے عقاید میں بھی فتور ہو گیا تھا۔ ہزارہا لوگ دہریہ تھے۔ ہزارہا وحی اور الہام سے منکر تھے اور ہر قسم کی بدکاریاں زمین پر پھیل گئی تھیں اور دنیا میں اعتقادی اور عملی خرابیوں کا ایک طوفان برپا تھا ماسوا اس کے مسیح نے اپنی چھوٹی سی قوم یہودیوں کی بدچلنی کا کچھ ذکر تو کیا جس سے البتہ یہ خیال پیدا ہوا کہ اس وقت یہود کی ایک خاص قوم کو ایک مصلح کی ضرورت تھی مگر جس دلیل کو ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے کے بارے میں بیان کرتے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فساد عام کے وقت میں آنا اور کامل اصلاح کے بعد واپس

* نوٹ: اگر کوئی کہے کہ فساد اور بد عقیدگی اور بد اعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔ منہ